نقشِ آغاز

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

مجوزہ آئینی ترامیم

۱۲ اکتوبر کے فوجی انقلاب کیموقعہ پر موجودہ صدر جنرل پرویز مشرف نے اپنی انقلابی تقریر میں ایک سات نکاتی ایجنڈا پیش کرتے ہوئے یہ تاثر دینے کی بھرپور کوشش کی تھی کہ ان کے سارے اقدامات اس ایجنڈے کے گرد گھومتے ہوں گے۔ اسی وجہ سے پاکستانی عوام نے ان کے اس ''فوجی کودتا'' کی حمایت کی اور جنرل صاحب کو ایک نجات دہندہ کے طور پر اپنا آئینی رہنما تصور کیا لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا صدر صاحب کی ترجیحات بدلتی گئیں اور وہ ایجنڈا جو نشری تقریر کے وقت پیش کیا گیا تھا۔ وہ پس منظر کے گرد و غبار میں دھندلا گیا اور روایتی سابقہ حکمرانوں کی طرح جنرل پرویز مشرف اور اس کے ارکانِ دولت کی آنکھیں بدل گئیں۔

بالآخر امریکہ میں ۱۱ ستمبر کا واقعہ پیش آیا جس کی رو سے جنرل صاحب کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہوئی اور یکدم تمام دنیا کے ذرائع ابلاغ اور میڈیا پر چھا گئے جس کی وجہ سے قدرتی طور سے اور فطری تقاضہ کے عین مطابق آپ میں خود اعتمادی کی نئی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ اب وہ موجودہ عالمی بزعم خود سپر طاقت کے سپر مین صدر بش کے قریبی ساتھیوں اور معتمد صلاح کاروں میں شمار ہونے لگے۔ اور اتحادی قوتوں کے ساتھ ملک کر افغانستان میں طالبان کی امارت اسلامیہ اور اسامہ بن لادن اور ان کی تنظیم القاعدہ کے خلاف پوری پاکستانی قوم کے احساسات کے مدمقابل امریکہ کے شانہ بشانہ کھڑے ہوئے جس کی بدولت افغانستان میں امارتِ اسلامیہ کا خاتمہ ہوا۔ اور ہزاروں بے گناہ افراد لقمہ اجل بنے ہزاروں مجاہدین قیدی بنا دیئے گئے اور سینکڑوں تعداد میں کیوبا کے رسوائے زمانہ اذیت خانوں میں منتقل کر دیئے گئے جبکہ تا ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ بات صدر صاحب کی خود اعتمادی کی چل رہی تھی۔ اس دوران آپ کو اپنے سیاسی لحاظ سے نابالغ اور عقل و خرد سے عاری مشیروں نے ریفرنڈم کروانے 'امشورہ دیا چنانچہ صدر صاحب نے بغیر سوچے سمجھے ان کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے ریفرنڈم کے لئے تیاریاں شروع کیں اور دوسری طرف تمام سرکاری عملہ غیر ملکی این جی اوز اور ضلعی حکومتوں نے ہر قسم کی تحریص ولالچ کے ساتھ کثیر تعداد میں ان کے جلسوں کو رونق بخشنے کے لئے ''کارکن'' کی ہجوم مہیا کیا۔ جس پر صدر صاحب خطاب کے دوران آپے سے باہر ہو جاتے تھے لیکن بہت جلد بلی تھیلی سے باہر آ گئی۔ اور ریفرنڈم کے دن سنسان و ویران پولنگ سٹیشنوں نے جرنل صاحب کو آئینہ دکھایا۔ لیکن نتائج کے اعلان کے وقت وہ تاریخی جھوٹ بولا گیا جس پر شیطان نے لاحول اور لعنت پڑھی ہوگی گو کہ میڈیا خفیہ ایجنسیوں

اور دیگر اداروں نے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوششیں کیں۔ لیکن حقائق، حقائق ہوتے ہیں۔

صدر صاحب کو بہت جلد زمینی حقائق کا ادراک ہوا اور بعد ازاں جلد ریفرنڈم میں بعض ''بے اعتدالیوں'' کا اعتراف بھی کیا۔ اس کے بعد کچھ امید بندھ گئی کہ شاید صدر اپنے ''مشیروں'' کے حصار سے نکل کر واقعاتی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلے صادر فرمائیں گے لیکن پھر بھی ایسا نہیں ہوا اور آپ نے ایک اور دوسرا غیر آئینی فیصلہ کر کے نہ صرف ملک کے تمام عوام اور سیاسی جماعتوں کو حیران کر دیا۔ بلکہ عالمی اطلاعاتی اور نشریاتی ادارے بھی ششدر رہ گئے وہ فیصلہ آئین میں بعض مجوزہ ترمیمات کا ہے جسکا لب لباب یہ ہے کہ ارتکاز اختیار صرف فرد واحد کے پاس ہو اور باقی عہدیدار وزیراعظم اور ارکان پارلیمنٹ صرف مہروں کے طور پر رہیں گے۔ چونکہ نشہ اقتدار سے بڑھ کر اور کوئی جادو نہیں اور جادو بھی وہ جو سر چڑھ کر بولے اب جبکہ ریفرنڈم کے بعد صدر مشرف کی صدارت متنازع اور گویا غیر آئینی ہے تو ایک غیر آئینی صدر کس طرح متفقہ آئین میں ''گڑبڑ'' کی جسارت کر رہا ہے، جس سے نہ صرف ملکی سالمیت کو خطرہ ہے بلکہ اسکی نظریاتی اساس پر بھی تیشہ زنی کے مترادف ہے کیونکہ ان ترمیمات کے ذریعہ پاکستان کو ایک سیکولر اسٹیٹ کے بطور صفحۂ ہستی پر روشناس کرانے کی کوششیں جاری ہیں اور امریکی وزیر خارجہ کولن پاول کے بیانات سے بھی یہ مترشح ہو رہا ہے

پاکستان کی دیگر سیاسی پارٹیوں کی طرح دینی اور مذہبی جماعتوں کے اتحاد متحدہ مجلس عمل نے بھی ان ترامیم کو یکسر مسترد کر دیا ہے اور گزشتہ دنوں متحدہ مجلس عمل کے زعماء بشمول حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے صدر صاحب کیساتھ ملاقات کے وقت واشگاف الفاظ میں ان کی مجوزہ ترامیم کے نفاذ پر تنقید کی اور ان ترامیم کے مضر اثرات سے ان کو آگاہ کیا۔

صدر صاحب کی خدمت میں استدعا ہے کہ وہ ان بکھیڑوں میں الجھنے کے بجائے ملکی سالمیت اور دفاع کی طرف مکمل توجہ دیں اسلئے کہ ہمارا ازلی دشمن سرحدات پر ''کاروائیوں'' میں مصروف ہے اور دفاعی طور پر وہ اپنے آپ کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی کوششوں میں رات دن کوشاں ہے جبکہ یہاں آئین جیسے حساس اندرونی مسئلہ سے ''چھیڑ خانی'' جاری ہے۔

امریکی بھیانک عزائم پاکستان میں ایف بی آئی کا جال

۱۱ ستمبر کا ڈرامہ رچانے کے بعد امریکہ نے بغیر کسی روک ٹوک کے اپنے خطرناک پوشیدہ منصوبوں پر عمل درآمد کے لئے گویا ایک کھلا دروازہ پایا۔ اور جو خفیہ ارادے جس کا اظہار اس نے کبھی بھی مفصل انداز میں نہیں کیا تھا۔